''ہیر'' وارث شاہ میں آفاقی سچائیاں

واصف لطیف، لیکچرر شعبۂ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Waris Shah is a great Punjabi poet who despite of passing 250 years is still alive because of his eternal creation 'Heer'. 'Heer' has countless, topics, references, and dimensions, on the basis of which it is called the encyclopedia of Punjab. In this study, under a distinct title. 'Eternal Truths in Heer Waris Shah', it has been concluded after the discussion on eternal truths that 'Heer' is such a creation that, by becoming free of time and space, appeals humanity on equal basis; thus, its importance is unique in every era, region, and place. While in the second part of article, Waris Shah has been proven as a universal poet after discussion on some universal verses.

''ہیر'' وارث شاہ کو پنجابی زبان و ادب میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اپنے زمانۂ تصنیف (۱۱۸۰ ہجری بمطابق ۱۷۶۶ عیسوی) سے لے کر آج تک اڑھائی سو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی اس کی حیثیت مسلّم ہے۔ وارث شاہ کی ''ہیر'' کی انفرادیت اور خصائص کے بدولت اسے ''دیوان پنجاب'' اور ''انسائیکلوپیڈیا آف پنجاب'' بھی کہا جاتا ہے۔ وارث شاہ ایک عالم فاضل شخص اور گہرا مشاہدہ کار و تجربہ کار شاعر تھا۔ اس کی علمیت اور قابلیت ''ہیر'' کے ایک ایک مصرعے سے جھلکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قصۂ ہیر میں عشق، محبت، معاشرت، سماج، رسم و رواج، رہن سہن، لوگوں کی نفسیات، تصوف، حکمت و دانش کے ساتھ ساتھ بے شمار دیگر موضوعات اور جہتیں نظر آتی ہیں۔ وارث شاہ نے اپنی حکمت و دانش کی بنا پر قصۂ ہیر بیان کرتے ہوئے روانی و تسلسل میں کئی ایسے معنی خیز اور لافانی مصرعے تخلیق کیے ہیں جو اپنے آپ میں آفاقی سچائیوں (Universal Truths) کا درجہ رکھتے ہیں۔ آفاقی سچائیوں پر مبنی مصرعے ''ہیر'' میں برتی گئی کہاوتوں، ضرب الامثال، مقولہ شاعر اور مقطعوں کے تحت سینکڑوں کی تعداد میں تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں آفاقی سچائیاں کیا ہوتی ہیں؟ مختصراً بیان کر کے آفاقی سچائیوں پر مبنی چند مصرعے زیر بحث لائے جائیں گے تاکہ وارث شاہ کی عظمت کا ایک اور پہلو سامنے آ سکے۔

آفاقی سچائیوں کے لئے انگریزی اصطلاح آفاقیت (Universality) ہے جبکہ آفاقیت، آفاقی اور آفاق ایسے تمام الفاظ کا مادہ عربی لفظ ''اُفق'' ہے۔ عربی لغت کے مطابق: ''اَلْاُفُقِ وَ الْاُفُقِ: کنارہ۔ کنارۂ آسمان۔ ہواؤں کے چلنے کی جگہ''[۱] ہے۔ قرآن حکیم میں افق اور آفاق کی وضاحت بحوالہ جان پینرک (John Penrice) درج ذیل ہے:

"اُفُقٌ : The Horizon

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی : (53, V.7) "And he (appeared) in the highest point of the horizon" viz, the Angel Gabriel.

آفَاقٌ Plu of اُفُقٌ Tracts or regions of earth.

سَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِيْ الْآفَاقِ : 41,V.53 "We will show them our signs in the regions of the earth."

To wit, the conquests of the true believers."[۲]

فیروز اللغات کے مطابق اُفق سے مراد ہے: ''وہ جگہ جہاں زمین و آسمان ملے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آسمان کا کنارا''[۳] اُفق کی جمع آفاق ہے۔ اقبال صلاح الدین کے مطابق آفاق سے مراد ہے: ''آفاق: (ع۔ مذکر) افق دی جمع، آسمان دے کنڈھے۔ مجازاً دُنیا دے معنیاں وچ وی ورتیا جاندا اے۔''[۴] جبکہ فیروز اللغات کے مطابق آفاق کے معانی ہیں: ''(۱) افق کی جمع۔ آسمان کے کنارے (۲) عالم، سنسار، جگ، دُنیا، جہان''[۵] آفاق سے بننے والے دیگر الفاظ آفاقی، آفاق گیر اور آفاقیت ہیں۔ ''آفاقی'' صفتِ نسبتی ہے جس کا مطلب: ''ساری دُنیا کا، عالمگیر۔''[۶] اور آفاق گیر کا مطلب بھی عالمگیر ہی ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ افق، آفاق، آفاقی اور عالمگیر کے معنی ملتے جلتے ہیں۔ ان تمام الفاظ کا اصطلاحی مفہوم ایک اصطلاح ''آفاقیت'' میں سمایا ہوا ہے۔ آکسفورڈ انگلش اُردو ڈکشنری کا حوالہ دیکھیں:

''(i) آفاق، ہمہ گیر :Universal

(ii) جامع، ایک طبقے یا دُنیا میں تمام لوگوں سے متعلق۔

آفاقیت، ہمہ گیری :Universality''[۷]

آفاقیت یا ہمہ گیری کو انگریزی میں یونیورسیلٹی (Universality) کہتے ہیں۔ آفاقیت کو بطور اصطلاح سمجھنے کے لئے جے اے کوڈن (J.A. Cuddon) کی ڈکشنری آف لٹریری ٹرمز کا حوالہ ملاحظہ کریں:

"Universality: That quality in a work of art which enables it to transcend the limits of the particular situation, place, time, person and incident in such away that it may be of interest, pleasure and profit (in the non-commercial sense) to all men at any time in any place."[۸]

جبکہ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

''آفاقیت کے معنی ہیں کسی ادیب یا ادب پارے میں ہر دور اور ہر ملک و دیار کے لوگوں کو متاثر اور محظوظ کرنے کی صلاحیت۔ ''گلستان'' ایران میں اور شیکسپیئر کے ڈرامے انگلستان میں ایک خاص عہد میں لکھے گئے لیکن ان ادب پاروں میں ایک آفاقی اپیل بھی ہے جو ایران اور انگلستان سے باہر بھی ان کی عظمت کی ضامن ہے۔ اچھے ادیب کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ایک خاص دور اور ایک خاص ملک

میں پیدا ہونے کے باوجود ہر دور کی چیز ہوتا ہے۔ یہی خصوصیت آفاقیت کہلاتی ہے۔ آفاقیت کی معنوی حدود میں ابدیت کا مفہوم بھی شامل ہے یعنی آفاقیت کے دو جزو ہیں۔

(الف) کسی ادب پارے میں ہر ملک و دیار کے لوگوں کو متاثر اور محظوظ کرنے کی صلاحیت۔

(ب) کسی ادب پارے میں ہر دور کے لوگوں کو متاثر اور محظوظ کرنے کی صلاحیت۔''۹

درج بالا اقتباسات سے واضح ہوا کہ ایسا ادب یا فن پارہ جو کسی بھی ملک، علاقے یا خطے اور کسی بھی عہد، دور یا زمانے کے لوگوں کو متاثر اور محظوظ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ آفاقیت کے زمرے میں آئے گا۔ اس حوالے سے راقم الحروف کے مضمون مشمولہ ''زبان وادب'' کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

''......کوئی بھی ادیب یا فنکار صرف زمانی اور وقتی ہونے کے ساتھ ساتھ کسی خاص علاقے سے تعلق رکھتا ہے اور کچھ وقت گزارنے کے بعد اس دُنیا سے چلا جاتا ہے مگر اس کی تخلیق یا فن پارہ (شاعری، مصوری) اسے ہمیشگی اور آفاقیت عطا کر دیتا ہے۔ یوں ایک فانی انسان لافانی بن جاتا ہے۔ حاصل بحث یہ کہ کسی شاعر یا فنکار کی ایسی تخلیق جو اسے زمانی اور مکانی حدود و قیود سے بالا کر کے ایسی ابدی زندگی عطا کر دے جو اسے کئی صدیوں تک زندہ و جاوید رکھے آفاقیت کہلاتی ہے......''۱۰

وارث شاہ کی ''ہیر'' کے بے شمار مصرعے آفاقیت کی تعریف پر پورا اُترتے ہیں اور جنہیں بلاشبہ آفاقی سچائیاں کہا جا سکتا ہے۔ کچھ مصرعوں کا مختصراً جائزہ پیشِ خدمت ہے:

دُنیا فانی ہے اور انسان بھی فانی ہے۔ جو کچھ تخلیق ہوا فنا ہو گا اور ہر پیدا ہونے والی چیز کو بالآخر موت کا مزا چکھنا ہے۔ دُنیا کے کسی بھی علاقے اور قوم سے تعلق رکھنے والا انسان چاہے کسی بھی عہد کا ہو، دُنیا میں ایک خاص مدت کے لئے آتا ہے اور اپنا وقت پورا کر کے دُنیا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ یعنی انسان اور انسانی جسم فانی اور ختم ہو جانے والے ہیں۔ وارث شاہ نے فنا اور موت جیسے آفاقی سچ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ کئی جگہ بیان کیا ہے کچھ مثالیں دیکھیں:

ایہہ جگ مقام فنا دائے سبھا ریت دی کندھ ایہہ جیونائے
وارث شاہ میاں انت خاک ہونا لکھ آب حیات جے پیونائے

(ہیر وارث شاہ، ص: ۱۴۰)۱۱

کوچ وقت نہ کسے ہے ساتھ رلناں خالی دست تے جیب بھی جھاڑئین گے
وارث شاہ ایہہ عمر دے لعل مُہرے اک روز نُوں عاقبت ہارئین گے

(ہیر وارث شاہ، ص: ۱۱۴)

کئی بول گئے شاخ عمر دی تے ایتھے آہلنا کسے نہ پایائی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۳۸۵)

ساڈھے تن ہتھ مِلک زمین تیرا وارث شاہ کیوں ولیں ولانیاں نوں

(ہیر وارث شاہ، ص: ۳۵۹)

غرور اور تکبر یعنی اپنی بڑائی اور برتری کے نشے میں دُھت رہنے والا مغرور و متکبر انسان بذاتِ خود اپنی تباہی و ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔عبرت کے لئے نمرود، شداد اور فرعون جیسے ''خداؤں'' کی مثالیں موجود ہیں:

وارث شاہ میاں نہیں کرو آکڑ فرعون جیہاں ول دھیان کیجے

(ہیر وارث شاہ،ص:۹۲)

سبھا کبر ہنکار گمان لدّے آپ وچ ایہہ انت نوں ڈیہن گے نی

(ہیر وارث شاہ،ص:۲۳۰)

وارث شاہ کے مطابق مفاد پرست اور خود غرض دُنیا میں کوئی کسی کا خیر خواہ یا سگا نہیں۔ ہر کسی کو اپنے مفادات عزیز ہیں۔ یہاں تک کہ خونی رشتے ناطے بھی بے غرض نہیں ہیں:

وارث شاہ ایہہ غرض ہے بہت پیاری ہور ساک نہ سین نہ انگ دے نے

(ہیر وارث شاہ،ص:۵)

اخلاقی و معاشرتی برائیوں میں ایک اہم اور ہلاک کر دینے والی بیماری جُوا ہے۔ وارث شاہ کے بقول جوئے کے کھیل میں ہار یقینی ہے۔ وقتی جیت انسان کو ایسے لالچ میں دھکیل دیتی ہے جہاں سے واپسی ناممکن ہوتی ہے:

وارث شاہ جاں نیناں دا داؤ لگے کوئی بچے نہ جُوئے دی ہاروچوں

(ہیر وارث شاہ،ص:۳۰)

محنت کامیابی کی سب سے بڑی کنجی ہے، وارث شاہ نے پنجابی تمثیل میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس حقیقت سے پردہ اُٹھایا ہے۔ وارث شاہ کا یہ مصرع بلاشبہ آفاقی سچائی کے زمرے میں آتا ہے کہ بغیر محنت کیے کچھ حاصل نہیں ہوتا:

بناں محنتاں مصقلے لکھ پھیرو نہیں مورچہ جائے تلوار اُتوں

(ہیر وارث شاہ،ص:۹۱)

لوہار کی تمثیل میں اخلاقیات کا بہت بڑا اصول نہایت سادہ انداز میں سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ صحبت (محفل) اور سنگت (دوستی) کا اثر یقینی ہوتا ہے:

سڑن کپڑے ہون تحقیق کالے جیہڑے گوشے ہون لوہار دے نی

(ہیر وارث شاہ،ص:۲۰۴)

حسن اور جوانی آفاقی حیثیت کے موضوعات ہیں۔ پوری دُنیا میں بسنے والے انسان اپنی پیدائش سے لے کر موت تک مختلف ادوار میں سے گزرتے ہیں جن میں سب سے سہانا دور جوانی ہے۔ اسی طرح خوبصورتی بھی انسان کی فطری کمزوری ہے۔ مگر پوری دُنیا میں حُسن اور جوانی عارضی اور فانی ہیں جو وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ ڈھل جاتے ہیں:

جوبن روپ دا کجھ وساہ نہیں مان متیئے مُشک پلٹیئے نی

(ہیر وارث شاہ،ص:۱۱۲)

وارث شاہ اشرف المخلوقات انسان کو اس کا مقام یاد دلاتے ہوئے کئی اہم ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ اُن کے

خیال میں کھرے اور سچے انسان کی پہچان اچھا کردار اور اعلیٰ اخلاقی قدریں ہیں:

بھیت کسے دا دسناں بھلا نہیں بھاویں پُچھ کے لوک نکھٹ جائے
وارث شاہ نہ بھیت صندوق کھلے بھانویں جان دا جندرا ٹٹ جائے

(ہیر وارث شاہ،ص:۱۶۶)

وارث شاہ چھپایئے خلق کولوں بھاویں اپنا ہی گُڑ کھایئے نی

(ہیر وارث شاہ،ص:۶۴)

ایک اور جگہ انسان کو نیکی اور بندگی کرنے کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی باور کراتے ہیں کہ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اور فانی انسان اپنے کارہائے نمایاں کی بدولت خود کو ہمیشہ کے لئے زندہ و جاوید کرسکتا ہے:

وارث شاہ نکوئی تے بندگی کر وَت نہیں جہان تے آنونا وو

(ہیر وارث شاہ،ص:۳۵۳)

وارث شاہ اوہ سدا ہی جیؤں دے نے جنہاں کیتیاں نیک کمائیاں نی

(ہیر وارث شاہ،ص:۲۳۶)

وارث شاہ دردِ دل رکھنے والا شاعر ہے۔ان کی شاعری میں جابجا مظلوم،محکوم اور غریب طبقے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا ذکر ملتا ہے۔ پنجاب کے طبقاتی نظام میں جاگیردارانہ حاکم طبقے اور پسے ہوئے غریب مظلوم عوام کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ساک ماڑیاں دے کھوہ لین ڈاہڈے اَن پُج دے اوہ نہ بولدے نی
نہیں چلدا وس لاچار ہو کے موئے سپ وانگوں وِس گھولدے نی
گُن ماڑیاں دے سبھے ریہن وچ ماڑے ماڑیاں تے دکھ پھولدے نی
شاندار نوں کرے نہ کوئی جُھوٹھا کنگال جھوٹھا کر توردے نی
وارث شاہ لُٹائیندے گھریں ماڑے مارے خوف دے موںہوں نہ بولدے نی

(ہیر وارث شاہ،ص:۱۰۱)

غریب کی حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

دولتمند نوں جان دا سبھ کوئی نیوں نال غریب دے پالیئے نی

(ہیر وارث شاہ،ص: ۲۳۵)

لڑیئے آپ بروبرے نال کڑیئے سوٹے پکڑ یتیماں تے آونا کیہ

(ہیر وارث شاہ،ص: ۲۵۸)

وارث شاہ کے مطابق انسانی فطرت، مزاج اور عادات و اطوار کو کسی طور بھی بدلا نہیں جا سکتا۔یعنی بد فطرت اور بدخصلت انسان کسی بھی طرح کی تربیت سے درست نہیں ہوسکتا:

وارث شاہ نہ عادتاں جاندیاں نے بھاویں کٹیئے پوریاں پوریاں دو

(ہیر وارث شاہ، ص: ۱۵۴)

نیل مٹیاں وچ ڈبو رہیئے لکھ لکھ میلے نِت دھو رہیے
وارث شاہ نہ سنگ نوں رنگ آوے لکھ سُوہے دے وچ سمو رہیئے

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۸۰)

وارث شاہ کے خیال میں شیریں کلامی ایک ایسا ہتھیار ہے جس کی مدد سے ہر بدفطرت اور بدکردار انسان کو زیر کیا جا سکتا ہے۔ وارث شاہ کی یہ سوچ بلاشبہ کائناتی سچائی دا درجہ رکھتی ہے۔ مصرع ملاحظہ کریں:

وارث شاہ بن کاردوں ذبح کریئے بول نال زبان رسیلیئے نی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۳۳)

وارث شاہ وقت ضائع نہ کرنے کی تنبیہہ کرتے ہوئے مثال کے طور پر کچھ ایسی چیزوں کا حوالہ دیتے ہیں جو ایک دفعہ کھوہ جانے کے بعد ہرگز واپس نہیں آتیں۔ اس لئے دُنیا کے ہر بڑے ادب میں وقت کی اہمیت کو بھرپور طریقے سے بیان کیا گیا ہے:

گئے عمر تے وقت پھر نہیں مُڑدے گئے کرم تے بھاگ نہ آنودے نی
گئی گل زبان تھیں تیر چھٹا گئے روح قلبوت نہ آنودے نی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۱۲۶)

وارث شاہ امن و آشتی کے علمبردار ہیں اور صلح کل کا درس دیتے ہیں۔ اُن کا موٗقف ہے کہ لڑائی جھگڑے کے بغیر اصل مقصد حاصل ہوتا ہو تو ہرگز لڑائی نہیں کرنی چاہیے:

صلح کیتیاں فتح جے ہتھ آوے کمر جنگ تے مُول نہ کسیئے نی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۲۴)

انسانیت کے تقاضے جو بھی بات کی جائے ہمیشہ اس پر پورا اُترا جائے خواہ کیسے بھی حالات ہوں۔ وارث شاہ کے مطابق اگر کسی کا ہاتھ پکڑا جائے تو ہمیشہ یہ ساتھ نبھانا چاہیے:

وارث شاہ ہتھ پھڑے دی لاج ہندی کریئے ساتھ تاں پار اُتاریئے نی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۵۳)

درج بالا موضوعات جن پر بحث کی گئی ہے، کا تعلق پوری دُنیا کے ہر عہد اور زمانے کے لوگوں سے بنتا ہے۔ مثلاً فناہ، موت، غرور، تکبر، حسن، جوانی، صبر، مظلوموں کے ساتھ ہمدردی، امن و آشتی کا درس، محنت، دوستی، صحبت کا اثر، محبت اور جنس وغیرہ۔ دُنیا بھر میں کہیں بھی کسی بھی عہد میں کوئی انسان ایسا نہیں جسے موت نہ آئی ہو، کوئی ایسا شخص نہیں جو ہمیشہ خوبصورت اور جوان رہا ہو۔ اسی طرح جنس، حسن، تکبر، لالچ اور غرور بھی انسانی فطرت میں ودیعت کیے گئے ہیں۔ بُری صحبت، مظلوم اور ظالم، اخلاقی گراوٹ، جاگیردارنہ نظام، کمزوروں کی حق تلفی وغیرہ بھی کم و بیش پوری دُنیا سے تعلق رکھنے والے موضوعات ہیں۔ حاصل

بحث یہ کہ اس مضمون میں وارث شاہ کے جن موضوعات پر قلم اُٹھانے کی سعی کی گئی ہے وہ آفاقی حیثیت کے ہیں اور آفاقی سچائیوں کے طور پر پوری دُنیا میں مسلّم ہیں۔ ان موضوعات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بلاشبہ وارث شاہ ایک آفاقی شاعر ہے اور اس کی تخلیق ہیر کو آفاقیت وابدیت کا درجہ حاصل ہے۔

حواشی:

۱۔ عبدالحفیظ، بلیاوی، ابوالفضل، مولانا (مؤلف)، مصباح اللغات، لاہور: مکتبہ سیّد احمد شہید، س ن، ص: ۳۶

۲۔ Penrice, John, A Dictionary and Glossary of the Kor-An, 1st Edition, Lahore: Al-Biruni, 1975, p. 6-7

۳۔ فیروز الدین، مولوی، الحاج، فیروز اللغات، لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی: فیروز سنز، س ن، ص: ۱۰۴

۴۔ اقبال صلاح الدین، وڈی پنجابی لغت، جلد پہلی، لاہور: عزیز پبلشرز، ۲۰۰۲ء، ص: ۳۸

۵۔ فیروز الدین، مولوی، الحاج، فیروز اللغات، ص: ۲۳

۶۔ ایضاً

۷۔ شان الحق حقی، اوکسفرڈ انگلش اُردو ڈکشنری، لاہور: اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۹۴۱

۸۔ J.A Cuddon, A Dictionary of Literary Terms, Penguin Books, 1982, p. 732

۹۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص: ۲۔۱

۱۰۔ واصف لطیف، آفاقیت اور پنجابی کلاسیکی شاعری (مضمون)، مشمولہ: زبان و ادب، شمارہ نمبر ۱۱، فیصل آباد: شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۹۲

۱۱۔ نوٹ: مضمون میں درج شعری متن ''ہیر سیّد وارث شاہ'' مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء، مطبوعہ: پنجابی ادبی اکیڈمی (لاہور) ۱۹۶۴ء سے لیا گیا ہے۔

☆☆☆